بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

ہم احمدی یقیناً ان خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے کہ اس نے ہماری سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 01-اپریل 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبہ میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھا تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ جو میرے زمانے میں پیدا ہوئے ہو خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس زمانے میں پیدا کر کے ان خوش قسمتوں میں میں شامل کر دیا جنہیں مسیح موعود کا زمانہ دیکھنے کو ملا جس کا انتظار کرتے کرتے کتنی ہی قومیں اس دنیا سے گزر گئیں۔ مفہوم یہی تھا جسے میں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے اب۔ ہم احمدی یقیناً ان خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں۔ ان بدقسمتوں میں نہیں ہیں جن کو باوجود مسیح موعود کا زمانہ میسر آنے کے بیعت کرنے کی توفیق نہیں ملی کیونکہ بعض ایسے بدقسمت بھی ہیں جو مخالفت میں بھی بڑھے ہوئے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی رہنمائی سے محروم ہو کر بھٹکے ہوئے اور بکھرے ہوئے ہیں۔

پس اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے کہ اس نے ہماری سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائی اور ہمیں زندگی کے مختلف مواقع پر اٹھنے والے سوالوں اور مسائل کے حل بھی صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق اپنے بھیجے ہوئے امام کے ذریعہ سے بتائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تحریروں تقریروں اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جو آپ کے صحابہ کی روایات سے ہمیں ملتی ہیں لیکن سب سے زیادہ احسان ہم پر اس سلسلے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جنہوں نے اپنے خطبات وخطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ باتیں بیان کی ہیں جو عموماً حضرت مصلح موعود نے خود دیکھیں یا سنیں یا قریب کے صحابہ نے آپ کو بتائیں۔ یوں مثالوں سے بات سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ ہڑتالیں یا سٹرائکس جائز ہیں یا نہیں۔ اس بارے میں اصولی طور پر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہڑتالیں کیوں ہوتی ہیں اس کی بنیادی وجہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے لئے غیر نہ بنو بلکہ آپس میں بھائی بھائی سمجھ کر اپنے اپنے حق ادا کرنے کی کوشش کرو تو نظام جو ہے چاہے وہ دنیاوی نظام ہے کبھی خراب نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے اسلامی تعلیم اور اسلامی تمدن کا اور جہاں حق لینے کا سوال ہے جائز قانونی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ بہر حال اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ اسلامی عمارت جو تمدن کے متعلق ہے اس کی بنیاد انصاف اور محبت پر ہے اس لئے اپنے حقوق کے حصول کے لئے بھی وہی طریق اختیار کرنا چاہئے جو انصاف اور محبت پر مبنی ہو یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جب کبھی سٹرائک ہوتی اور کوئی احمدی اس میں شریک ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے سخت سزا دیتے اور اس پر اظہار ناراضگی فرماتے۔ آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور اور بغاوتیں ہوتی ہیں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو پاکستان کو خاص طور پر ان کی حکومتوں کو یہ عقل دے کہ یہ لوگ اپنی رعایا کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اسی طرح ہر احمدی کو بھی دعا کے ساتھ ساتھ اگر کہیں زبردستی شامل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو مجبوری میں ایسی حرکت کوئی نہ کرے جو جائیدادوں کو نقصان پہنچانے والی ہو حکومت کے اموال کو نقصان پہنچانے والی ہو۔

ہر انسان جو کسی بھی کام سے منسلک ہے وہ اگر اپنے کام میں دلچسپی رکھتا ہے تو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اسے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ ایک اہم اصول ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود نے وضاحت فرمائی اور پھر مثال بھی دی کہ اگر کوئی فوجی ہے یا جرنیل ہے یا استاد ہے یا جج ہے یا وکیل ہے یا تاجر ہے یا اسمبلی کے سیکرٹری ہے سپیکر ہے حکومت کا وزیر ہے کوئی بھی ہو جو ایمانداری سے کام کرتا ہے دل لگا کر کام کرنے والا ہے پورا وقت دینے والا ہے تو شام کو تھک کر بیٹھتا ہے جب تو یہی کہتا ہے کہ تمام دن کی مصروفیت اور بوجھ نے ہماری کمر توڑ دی لیکن جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے جو اسوہ آپ نے پیش کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ یہ ہے کہ یہ تمام کام جو دنیا کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کرتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام کام ان سب سے بڑھ کر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی آپ گھر کے کام کاج بھی کر لیتے تھے۔ بیویوں کی مدد بھی کرتے تھے اور اتنی توجہ سے ادا کرتے تھے کہ ہر بیوی سمجھتی تھی کہ سب سے زیادہ میں ہی آپ کی توجہ کے نیچے ہوں۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ ساری بیویوں کے گھروں میں ایک چکر لگاتے اور ان سے ان کی ضرورتیں دریافت فرماتے۔ پھر بعض دفعہ خانگی کاموں میں آپ ان کی مدد بھی فرما دیتے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ہم جب سوتے تو آپ کو کام کرتے دیکھتے اور جب آنکھ کھلتی تب بھی آپ کو کام کرتے دیکھتے اور باوجود اتنی محنت اور مشقت برداشت کرنے کے جو دوست آپ کی کتابوں کے پروف پڑھنے میں شامل ہوتے آپ ان کے کام کی اس قدر قدر فرماتے کہ اگر عشاء کے وقت بھی کوئی آواز دیتا کہ حضور میں پروف لے آیا ہوں تو آپ چارپائی سے اٹھ کر دروازے تک جاتے ہوئے راستے میں کئی دفعہ فرماتے جزاک اللہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی جزاک اللہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی حالانکہ وہ کام جو پروف ریڈنگ کرنے والے جو کرتے تھے اس کام کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوتا تھا جو آپ خود کیا کرتے تھے۔ غرض اس قدر کام کرنے کی عادت ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دیکھی ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیں حیرت آتی تھی۔

پھر اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کی شادی ہو تو اس کے لئے حق مہر رکھا گیا ہے اس لئے اس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف طلاق یا علیحدگی کی صورت میں ہی حق مہر ادا کرنا ہے۔ مقصد کیا ہے حق مہر کا؟ مقصد یہ ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو عورت کے پاس ہونی چاہئے تا کہ بعض دفعہ اس کو کوئی ضرورت ہو جائے کوئی خاص خرچ اس کے اوپر آ پڑے جس کو وہ جس کا وہ خاوند سے مطالبہ کرتے ہوئے بھی ہچکچائے شرم محسوس کرے تو اس میں سے وہ خرچ کر سکے یا بعض وقت ایسی ضرورت پیش آ سکتی ہے جو موقع پر خاوند بھی پوری نہیں کر سکتے تو عورت کے پاس کچھ ہو تو تبھی وہ پوری کر سکتی ہے اپنی ضرورت اور اگر حق مہر دینا ہی نہیں تو یہ دونوں صورتیں یا اور بھی بہت ساری صورتیں ہیں وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا یا ہمیں دو یہ ساری آمد جو ہے اس میں سے اتنا حصہ ہمارے پاس آنا چاہئے ہمارے بنک اکاؤنٹ میں جانا چاہئے جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ بعض لوگ اپنی بیٹیوں کے مہر خود لے لیتے ہیں یہ ناجائز چیز ہے اور یہ بردہ فروشی ہے جو کسی طرح درست نہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ عورتیں اپنے خاوندوں کو حق مہر معاف بھی کر دیتی ہیں لیکن اس کے لئے بھی بعض شرائط ہیں کہ ان کے ہاتھ میں رکھ کر پھر پوچھو۔ اصل بات یہی ہے کہ مال عورت کے پاس کم از کم ایک سال رہنا چاہئے اور پھر اس عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرے تو پھر درست ہے۔ پھر زکوۃ ہے زکوۃ بھی فرائض میں داخل ہے ہر اس شخص کے لئے زکوۃ ہے جو اس کی شرائط پوری کرتا ہو لیکن ایسے بزرگ بھی ہیں جو جتنی دولت ہو جو آمد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک بزرگ کا قصہ حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نمونے کے طور پر پیدا کیا ہوتا ہے حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے سنا ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے

سوال کیا کہ کتنے روپوں پر زکوۃ ہے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوۃ دو۔اس نے کہا کہ آپ نے جو فقرہ بولا ہے کہ تمہارے لئے اس کا کیا مطلب ہے کیا زکوۃ کا مسئلہ بدلتا رہتا ہے ہر ایک کے لئے۔انہوں نے کہا ہاں تمہارے پاس چالیس روپے ہوں تو ان میں سے ایک روپیہ زکوۃ دینا تمہارے لئے ضروری ہے لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینا لازمی ہیں کیونکہ تمہارا مقام ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کماؤ اور کھاؤ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے اگر بیوقوفی سے میں چالیس روپے جمع کرلوں تو میں وہ چالیس روپے بھی دوں گا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دوں گا۔تو یہ بزرگوں کا حال ہے۔لیکن باقی لوگ جو ہیں جو صرف دنیا کے رہنے والے جو ہیں وہ بیشک اب دنیا کمائیں اور پھر اپنے مال اور وقت کا کچھ حصہ خرچ کریں عبادت اور دین کے کاموں میں بھی اپنے وقت کو لگائیں استغفار بھی کریں دعائیں بھی کریں اللہ تعالیٰ نے جو انہیں عزت اور دولت اور شہرت دی ہے تو یہ بطور احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔پس اس احسان کا شکرانہ یہ ہے کہ اس میں سے دوسروں کا بھی ساتھ ساتھ خیال رکھیں۔بعض لوگوں کے ذہن زیادہ کاروباری ہوتے ہیں یا نقل میں ہی ایسی حرکتیں کرجاتے ہیں جو جماعتی روایات کے خلاف ہوتی ہیں یا اسلامی تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتیں ایسے لوگ عہدے داروں میں بھی پائے جاتے ہیں بعض دفعہ مقامی انجمنیں بھی ایسے فیصلے کرلیتی ہیں۔ ایک اصولی بات ہے جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیاداری میں اگر ہم نے نقل کرنی ہے تو اول تو یہ دنیاداری کی نقل ہے ہی نہیں اور اگر کسی بھی معاملے میں نقل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہیں آپ کی نقل کرنی چاہئے یا پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے جو نمونہ بنایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ آپ نے جو اپنے آقا سے سیکھا ہمیں بتایا اس کے مطابق ہمیں چلنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود ایک واقعہ اپنا بیان فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا آخری سال تھا یا آپ کے بعد خلافت اولیٰ کا کوئی رمضان تھا بہر حال موسم کی گرمی کے سبب یا اس لئے کہ میں سحری کے وقت پانی نہ پی سکا تھا مجھے ایک روزے میں شدید پیاس محسوس ہوئی تھی کہ مجھے خوف ہوا کہ میں بیہوش ہوجاؤں گا اور دن غروب ہونے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔میں نڈھال ہوکر ایک چارپائی پر گر پڑا اور میں نے کشف میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ میں پانی ڈالا ہے پان ڈالا ہے میں نے اسے چوسا تو سب پیاس جاتی رہی۔چنانچہ جب وہ حالت جاتی رہی تو میں نے دیکھا کہ پیاس کا نام ونشان بھی نہ باقی رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس طریق سے میری پیاس بجھادی اور جب پیاس بجھی تو پانی پینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ضرورت تو اسی وقت تھی نہ جب پیاس لگ رہی تھی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ ضرورت پوری کردی جائے خواہ مناسب سامان مہیا کرکے ہو خواہ اس سے استغنی پیدا کرکے یعنی اس کی خواہش ہی نہ رہے یا تو چیز مہیا کردی جائے یا اس چیز کی خواہش نہ رہے۔تو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے اور اسی طرح دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ سے۔پس اصل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلہ کو اہمیت دیتے ہوئے دعا کی جائے۔اب بھی بعض لوگ خط لکھتے ہیں مجھے بھی خط آتے ہیں کہ فلاں جگہ رشتہ کرنا ہے اس سے ہوجائے دعا کریں ورنہ اور ساتھ کوشش بھی کریں اور اس کے والدین کو بھی کہیں اور اس نظام کو بھی کہیں ورنہ ختم ہوجاؤں گا میں بھی مرجاؤں گا اور دوسرا فریق بھی مرجائے گا۔تو یہ فضول اور لغو باتیں ہیں۔شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔پس اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے اور اگر اللہ تعالیٰ نزدیک بہتر ہے تو ہو ورنہ دل سے اتر جائے اور ختم ہوجائے۔یہ محبتیں جو دنیاوی ہیں یہ عارضی محبتیں ہوتی ہیں دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے اور پھر اگر یہ ہوگا تو پھر دنیاوی محبت بھی نیکی بن جائے گی اور پھر ہمیشہ دل کا سکون اور اطمینان کا باعث رہے گی۔اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دنیا میں کوئی چیز اپنی ذات میں نقصان دہ نہیں ہے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ کچلا ہے یہ بھی ایک زہر ہے اس کے کھانے سے کئی لوگ مرجاتے ہیں لیکن لاکھوں لاکھ انسان اس سے بچتے بھی ہیں یعنی کہ علاج کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح بہت بڑی تباہی والی چیز افیون ہے لیکن اس کی تباہی

کے مقابلے میں اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اطباء کا قول ہے کہ طب کی آدھی دوائیں ایسی ہیں جن میں افیون استعمال ہوتی ہے اور اس کا اتنا فائدہ ہے کہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ پس دنیا میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اپنی ذات میں نقصان دینے والی ہو۔ نقصان دینے والی چیز صرف غلط استعمال ہے جو انسان کی اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچے مؤمن کا کام ہے کہ جب کسی کام کا اچھا نتیجہ نکلے تو یہ کہے کہ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے مجھے کامیاب کر دیا اور جب خراب نتیجہ نکلے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھے اور کہے کہ میں اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ناکام ہوا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت اسے ملتی ہے جو کوتاہیوں کو اپنی طرف منسوب کرے اور کامیابی پر الحمد للہ کہے۔ ایسا کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ پھر رحم فرماتا ہے اور پھر یہ کہتا ہے کہ رحم فرماتے ہوئے کہ میرا بندہ کامیابیوں کو میری طرف منسوب کرتا ہے تو میں اسے مزید کامیابیوں سے نوازوں۔ بعض معمولی سی باتیں بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے میں نے سنا ہے آپ کسی عورت کا قصہ بیان فرماتے کہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا وہ لڑائی پر جانے لگا تو اس نے اپنی ماں کو کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اگر واپس آؤں تو تحفے کے طور پر آپ کے لئے لیتا آؤں۔ ماں نے کہا اچھا اگر تو میرے لئے کچھ لانا ہی چاہتے ہو تو روٹی کے جلے ہوئے ٹکڑے جس قدر لا سکو زیادہ لے آنا۔ انہی سے میں خوش ہو سکتی ہوں۔ کچھ مدت کے بعد جب گھر آیا تو اس نے جلے ہوئے ٹکڑوں کے بہت سے تھیلے اپنی ماں کے آگے رکھ دیئے وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ میں نے جلے ہوئے ٹکڑے لانے کے لئے تمہیں کہا تھا اس لئے کہ تم ان ٹکڑوں کے لئے ایسی روٹی پکاؤ گے کہ وہ کسی قدر جل بھی جائے اور جلی ہوئی روٹی کو رکھ دو گے اور باقی کھا لوگے اس سے تمہاری صحت اچھی رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا تو بظاہر یہ چھوٹی سی بات ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ دعا کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطیں ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي کہ میری بات مانو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں ہیں درود بھیجو صدقہ دو۔ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں بہت سارے لوگ کہ ہم نے بہت دعائیں کیں اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول نہیں کیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ اصل میں یہ ایمان کی کمزوری بھی ہے کچھ عرصہ ہوا ہے ایک شخص میرے پاس آیا کہ میں نے بہت دعائیں کی ہیں میری قبول نہیں ہوئیں کیا وجہ ہے۔ میں نے اسے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي کہ میرے حکموں پر چلو تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے جو تمام حکم ہیں ان پر چلتے ہو۔ وہ کہنے لگا نہیں تو پھر پہلے اپنی حالتوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم کس حد تک عمل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرمائے ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور ہماری دعاؤں کو بھی قبولیت کا درجہ بخشے۔

حضور انور نے فرمایا: نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو سید اسد الاسلام شاہ صاحب گلاسگو کا ہے سید نعیم شاہ صاحب کے بیٹے ہیں یہ۔ ان کے والد بھی اور لڑکے کے دادا بھی پرانا یہ خاندان ہے خدمت کرنے والا بھی ہے۔ 24 مارچ 2016ء کو 40 سال کی عمر میں ایک شر پسند کے حملے کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم، ڈاکٹر نصیر الدین صاحب قمر پنشنر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے داماد تھے۔ ریجنل امیر صاحب نے کہا ہے کہ آخر میں میں نے جب ان سے ملاقات کی انہوں نے ہمیشہ خلافت سے تعلق کا اظہار کیا تو بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ شاید جماعت چھوڑ گئے تھے لیکن نہیں احمدی ہی تھے اور احمدیت کی وجہ سے شہید ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو والدین کو بیوی کو صبر اور سکون عطا فرمائے۔

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 01 April 2016

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB